Dr. Shahnaz Ara.
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D. college

علامہ اقبال کی نظم "ہندوستانی بچوں کا قومی گیت" کا تشریح —

ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے قوم پرستی کی بہترین مثال قائم کرتے ہوئے بچوں کی طرف سے اپنے وطن کی محبت میں گیت لکھتے ہوئے کہا کہ بچے اپنے وطن کی صفات بیان کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ یہ وہ زمین ہے۔ جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور ہر خاص وعام میں فیض بانٹا۔ دوسرے مصرعے میں بچے سکھ مذہب کے پیشوا بابا گرو نانک کا ذکر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ آپ اس سرزمین پر آئے اور خدا کی وحدت کا چرچا کیا اور اپنے ماننے والوں میں یہ باور کروایا کہ پروردگار صرف ایک ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر بچوں نے ہندوستان میں آنے والے مغلوں کی بات جنکی تاریخ انہی تاتاریوں سے ملتی ہیں۔ بچے گیت میں کہتے ہیں کہ جب ہندوستان میں وارد ہوئے تھے تب یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس دیس کو مستقل ٹھکانہ بنایا جائے لیکن جب وہ یہاں آئے انہیں یہ جگہ اتنی پسند آئی کہ وہ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اور اگلے مصرعے میں عرب علاقوں میں بسنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ بھی یہاں آئے تو مجبور ہو گئے کہ اپنا وطن چھوڑ کر یہاں کے ہو جائیں یہی وہ وطن ہے جس کی ہم مثالیں دے رہے ہیں۔

گیت کے دوسرے بند میں اقبال اپنے وطن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہاں کے فلسفیوں اور دانشوروں نے اپنے علم و دانش

سے ایسے جادو جگایا کہ یونان میں پلنے والے جو ہمارے مفکرین کی
فہم و فراست سے حیران اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ علم و شعور کا
ایک سمندر اس دھرتی سے جاری ہوا اور ساری دنیا کو سیراب کرتا چلا گیا
اور پھر فرماتے ہیں کہ یہ دھرتی ہی ایسی ہے جسے اللہ نے اس قدر زرخیز بنا دیا کہ
اس زمین سے اگلنے والا ہر ذرہ سونے جیسی قیمتی دھات کی شکل اختیار کر
لیتا ہے ۔ اور جب یہاں مغل آئے تو اس زمین نے انہیں اس قدر امیر کر
دیا کہ ان کی جھولیاں ہیروں سے بھر گئیں ۔ یہی ہے میرا وطن جس میں ایسی
بے پناہ صفات موجود ہیں ۔

تیسرے بند میں اقبال فرماتے ہیں کہ فارس یعنی
ایران کا اگر آسمان تصور کیا جائے تو اس آسمان پر چمکنے والے جو ستارے
وہاں کے دانشور اور علم و حکمت سے سرشار لوگ ہو سکتے ہیں جو ایران
چھوڑ کر ہندوستان آئے جیسے ہی ہندوستان کی سرزمین میں داخل ہوئے
ان کے علم و شعور کی بنیاد پر انہیں اس قدر عزت سے نوازا گیا کہ وہی ستارے
اس قدر چمکنے لگے جیسے آسمان پر کہکشاں ایک بہترین منظر پیش کرتی
ہے اور فرماتے ہیں کہ یہی وہ دھرتی ہے جہاں لوگوں نے اللہ کے ایک ہونے کا
ذکر سنا ۔ یہاں کے باسیوں نے اللہ کو دیکھے بغیر اس بات پر یقین کر لیا
کہ اللہ ہے ۔ اور صرف ایک ہے ۔ ہر طرف اسی کی بادشاہی ہے ۔ اور اس بند کے
چوتھے مصرعے میں جو بات کی گئی ہے اس کے بارے میں تاریخ یہ کہا کرتی
ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے طبرانی اور اوسط کے حوالے سے

جو حدیث درج کی ہے کہ "میں عرب ہوں لیکن عرب مجھ میں نہیں اور میں ہند میں نہیں لیکن ہند مجھ میں ہے" اسی طرح ایک حدیث جسکے راوی حضرت ابن عباسؓ ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "مجھے ہند کی سرزمین سے ٹھنڈی ہوا محسوس ہوتی ہے" احادیث کے اسی حصے کو بنیاد بنالیا ہو بناتے ہوئے اقبالؒ نے یہ مصرعہ کہا کہ حضورؐ کو اسی دھرتی کی جانب سے ٹھنڈی ہوا محسوس ہوتی تھی ۔ جو اس بات کی ضمانت ہے کہ یہی وہ دھرتی ہے جہاں سے اسلام کا بول بالا ہوگا

آخری بند میں اقبالؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ دھرتی ہے جہاں ہر شخص اللہ سے کلام کرنے کی جرأت اور صلاحیت رکھتا ہے ۔ یہاں لفظ کلیم استعمال کیا گیا ہے ۔ اور کلیم اللہ حضرت موسیٰؑ کا لقب ہے جسکا مطلب ہے ۔ اللہ سے کلام کرنے والا ۔ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ شخص حضرت موسیٰ کے برابر ہے ۔ کلیم سے مراد کلام کرنے والا ہے اور سینا اس وادی کا نام ہے جہاں طور کا پہاڑ واقع ہے ۔

اقبال فرماتے ہیں کہ یہاں کے باسی اللہ کی قربت سے ہمکنار ہیں جو جب چاہتے ہیں کسی بھی پہاڑ پہ چڑھ جائیں اور اللہ سے ہمکلام ہو جائیں ۔ یہ اس امت کی عظمت کی داستان بیان کرنے کا بہترین انداز ہے ۔ جو اقبالؒ نے اپنایا ہے ۔ اور اسی بند کے دوسرے میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ دھرتی جسکے ساتھ جڑے ہوئے سمندر میں حضرت نوحؑ کی کشتی نے پڑاؤ ڈالا تھا ۔ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ یہ سرزمین اپنی توقیر کو

اس قدر بلند ہے کہ جیسے آسمان ہو اور یہاں زندگی گزارنا ایسے ہے جیسے جنت میں آ گئے ہوں یہاں کا ایک مثالا چلوں کا ہم برصغیر کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا ہے جسکی بنیاد پر اقبالؒ اسے جنت سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہ نظم اقبالؒ کی قوم پرستی کی بہترین مثال ہے

— ۲ —

Shahnaz Ara